بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظـــــــرات

مسلمان معاشرے میں پائی جانے والی بہت سی خرابیوں میں سے ایک خرابی جو پھیل کر اتنی عام ہو چکی ہے کہ لوگوں کو اس کے خرابی ہونے کا احساس بھی نہیں رہا وہ قول و فعل کا تضاد ہے۔ ایک شخص برائی کے خلاف کھڑا ہو کر تقریر کرے گا اس کی باتیں سن کر جی خوش ہوگا لیکن اگر آپ یہ دیکھنا چاہیں کہ وہ خود کہاں تک اس پر کاربند ہے تو معلوم ہوگا کہ اس کا دفتر نصیحت اور طومار پندو موعظت فقط دوسروں کے لئے ہے خود اس کو اس پر عمل کی ضرورت نہیں۔ اس کی ذمہ داری بس اسی قدر ہے کہ وہ ایک اچھی تقریر کردے اور لوگ اس کی تقریر کو خاموشی سے سن لیں۔ اسی کو فارسی کے اس مقولے میں یوں ادا کیا گیا ہے کہ خود را فضیحت دیگراں را نصیحت۔

یہ ایک ناپسندیدہ طرز عمل ہے۔ ایک مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنی زندگی میں قول وفعل کے اس تضاد کا مظاہرہ کرے۔ ایک مسلمان کے لئے معیار حسن وقبح اللہ کی پسندیدگی و ناپسندیدگی ہے۔ اللہ تعالی نے اپنی آخری کتاب ہدایت قرآن مجید میں بڑی وضاحت سے دو ٹوک الفاظ میں اس طرز عمل کی نسبت اظہار نکیر فرمایا ہے۔ سورہ صف کی ابتداء ھی میں ھمیں یہ آیات ملتی ھیں :

یآءیھا الذین آمنوا لم تقولون مالا تفعلون کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون۔

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو کیوں تم کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ اللہ کے نزدیک یہ بڑی کراھیت کی بات ہے کہ تم کہتے ہو جو کرتے نہیں۔

اس آیت میں براہ راست ایمان لانے والوں کو مخاطب کرکے سرزنش کی گئی ہے۔ تاکہ مسلمانوں میں ایک ایسی برائی کا خاتمہ ہو جو ایمان کے منافی ہے۔ یہاں مقت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس میں شدت بغض وعداوت کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ کے نزدیک یہ روش عادت یا طرز عمل کس قدر مبغوض ہے۔

سورہ شعراء میں جہاں شاعر اور شعر گوئی کی مذمت کی گئی ہے شعراء میں پائی جانے والی اس خرابی کا خصوصیت سے اور اس انداز میں ذکر کیا گیا ہے کہ اس سے طبیعت میں اس خرابی کے خلاف نفرت پیدا ہو۔

والشعراء یتبعهم الغاؤن ۔ الم ترانهم فی کل واد یهیمون ۔ وانهم یقولون مالا یفعلون ۔

وانهم یقولون مالا یفعلون (اور یہ کہ وہ کہتے ہیں جو کرتے نہیں) کے فقرے میں شعراء کی اس ناپسندیدہ روش کا تذکرہ ہے جس سے سورہ صف میں ایمان لانے والوں کو منع کیا گیا ہے۔ سورہ آل عمران (آیت ۱۸۸) میں اہل کتاب کے حوالے سے کہا گیا ہے و یحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا ۔ اور وہ چاہتے ہیں ان کی ایسی باتوں میں تعریف کی جائے جو انہوں نے نہیں کی ۔ یہ اس سے ایک قدم آگے کی بات ہے اور یہ مرض بھی مسلمان معاشرہ میں موجود ہے۔ اسلام جو معاشرہ تشکیل کرنا چاہتا ہے وہ ایسا ہے کہ مدح وستائش اور صلہ و انعام سے بے نیاز ہو کر کام کیا جائے ۔ لا نرید منکم جزاء ولاشکورا ۔ ایک ایسے معاشرے میں بھلا یہ کہاں گوارا ہو سکتا ہے کہ ایک کام کیے بغیر اس کا کریڈٹ لینے کی طمع خام رکھی جائے ۔

ان آیات کی روشنی میں مسلمان معاشرے کے ہر طبقے کو اپنے طرز عمل کا تنقیدی نظر سے جائزہ لینا چاہیئے ۔

(مدیر)

* * * * * * *

اسلامی قانون کی تدوین جدید ، اُصــول ، اور طریق کار

(۳)

مفتی سید سیاح الدین کاکاخیل

یہ بات بھی ذہن میں رہے۔ کہ چوتھی صدی ہجری ۴۰۰ ھ پــر ختم ہو جاتی ہے۔ امام سرخسیؒ کی وفات ۴۸۳ ھ ہے یعنی وہ پانچویں صدی کے نصف آخر میں مبسوط املاء کراتے ہوئے یہ مسئلہ بیان فرماتے ہیں۔ چوتھی صدی کیا بلکہ پانچویں اور چھٹی صدی تک اس قسم کا جزوی اجتہاد بھرپور انداز میں ثقہ اور قابل اعتماد مجتہدین کے ذریعہ ہوتا رہا اور اس طرح اسلامی قوانین کا ایک عظیم الشان ذخیرہ وجود میں آیا۔ جس میں اصول ، کلّیات اور قواعد عامہ بھی ہیں اور بے شمار فروعی اور جزئی احکام بھی۔ اور یہ بات دعوے کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ دنیا کی کسی قوم کسی اہل مذہب کے ہاں پوری زندگی کے تمام شعبوں کے بارے میں اس قدر تفصیل کے ساتھ قوانین و ضوابط کا کوئی ذخیرہ اور مجموعہ موجود نہیں۔ اپنے اسلاف کی ان خدمات اور قوانین اسلامی، کے بارے میں ان کی محنتوں اور اس قدر ضخیم علمی کتابوں کو دیکھ کر ان کے حق میں دعائیں نکل جاتی ہیں۔ انار اللہ مضاجعھم بانوار الرحمة و الغفران و اسکنھم فرادیس الجنان اس کے بعد کچھ دور بدل گیا۔ چنگیز و ہلاکو کے سیلاب ظلم و عدوان نے عالم اسلام کو تہ و بالا کر دیا۔ خلافت عباسیّہ کی وہ مرکزیت (خواہ برائے نام رہ گئی تھی) ختم ہو گئی۔ ہر طرف ایک سیاسی انحطاط رونما ہوا۔ اور سیاسی زوال کے ساتھ بہت سی اخلاقی کمزوریاں بھی راہ پا جاتی ہیں چنانچہ اسی بناء پر عام طور